بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

Time for Change

سہ ماہی خبر نامہ

قرآن ٹائمز

Quran Times

اسلام آباد

اکتوبر تا دسمبر 2013

ہمارے نزدیک اس وقت کرنے کا اہم ترین کام یہ ہے کہ ایک طرف ادیانِ باطلہ کے مزعومہ عقائد کا مؤثّر و مدلّل ابطال کیا جائے اور دوسری طرف مغربی فلسفہ وفکر اور اسکے لائے ہوئے زندقہ والحاد اور مادّہ پرستی کے سیلاب کا رخ موڑنے کی کوشش کی جائے اور حکمتِ قرآنی کی روشنی میں ایک ایسی زبردست جوابی علمی تحریک برپا کی جائے جو توحید، معاد اور رسالت کے بنیادی حقائق کی حقانیت کو بھی مبرہن کر دے اور انسانی زندگی کے لئے دین کی رہنمائی و ہدایت کو بھی مدلّل و مفصّل واضح کر دے۔ ہمارے نزدیک اسلام کے حلقے میں نئی اقوام کا داخلہ، اور جسدِ خاکی میں نئے خون کی پیدائش ہی نہیں، خود اسلام کے موجود الوقت حلقہ بگوشوں میں حرارتِ ایمانی کی تازگی اور دین و شریعت کی عملی پابندی اسی کام کے ایک مؤثّر حد تک تکمیل پذیر ہونے پر موقوف ہے، اس لئے کہ دورِ جدید کے گمراہ کن افکار ونظریات کے سیلاب میں خود مسلمانوں کے ذہین اور تعلیم یافتہ طبقے کی ایک بڑی تعداد اس طرح بہہ نکلی ہے کہ ان کا ایمان بالکل بے جان اور دین سے انکا تعلق محض برائے نام رہ گیا ہے اور اسی بنا پر دین میں نت نئے فتنے اٹھ رہے ہیں اور ضلالت و گمراہی نت نئی صورتوں میں ظہور پذیر ہو رہی ہے۔ضرورت اس کی داعی ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو وسائل فراہم کئے جائیں اور ایک ایسے باقاعدہ ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے جو حکمتِ قرآنی اور دینی علم کی نشر و اشاعت کا کام بھی کرے اور ایسے نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کا بھی مناسب اور موثر بندوبست کرے جو عربی زبان، قرآن حکیم اور شریعتِ اسلامی کا گہرا علم حاصل کر کے اسلامی اعتقادات کی حقانیت کو بھی ثابت کریں اور انسانی زندگی کے مختلف شعبوں کے لئے جو ہدایات اسلام نے دی ہیں انہیں بھی ایسے انداز میں پیش کریں جو موجودہ اذہان کو اپیل کر سکے۔ (ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

ہدیہ تبریک

حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

امیر تنظیم اسلامی و نگران انجمن خدام القرآن اسلام آباد

انجمن خدام القرآن راولپنڈی/ اسلام آباد کی جانب سے ''قرآن ٹائمز'' کے نام سے ایک سہ ماہی مجلّے کے اجراء پر میں انجمن کے صدر اور ان کے معاونین کار کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ جس نیک کام کا انہوں نے بیڑا اٹھایا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں ان کی معاونت و رہنمائی فرمائے اور بطریق احسن اس ذمہ داری کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احباب جانتے ہیں کہ انجمن ھٰذا دراصل اس ''مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور'' کی ایک ذیلی انجمن کا درجہ رکھتی ہے جس کے بانی و مؤسس عصر حاضر کے عظیم خادم و داعئ قرآن اور داعئ انقلابِ اسلامی، ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ تھے، ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن حکیم کے ساتھ ان کے فکری و قلبی تعلق کی بنیاد اوائل عمری ہی میں حکیم الامت علامہ اقبال کے فکر انگیز کلام کے ذریعے استوار ہو گئی تھی۔ سکول کے ابتدائی درجے کے طالب علم کی حیثیت میں جب کہ برصغیر کے مسلمان انگریز کی غلامی کے پُر اذیت دور سے گزر رہے تھے اور پورا عالم اسلام زوال و انحطاط کی انتہاؤں کو چھو رہا تھا، امت کے حوالے سے علامہ اقبال کی یہ تشخیص ان کے لوح قلب پر کندہ ہو گئی تھی کہ ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

پھر عمر کے ساتھ ساتھ یہ فکر مزید پختہ ہوتی چلی گئی۔ اقبال کے ولولہ انگیز کلام کے ذریعے نہ صرف یہ کہ قرآن حکیم کے ساتھ ان کا ذہنی و قلبی تعلق مضبوط ہوا اور اس کے مطالعے کا ذوق و شوق پروان چڑھا بلکہ امت مسلمہ کے احیاء اور غلبہ و اقامتِ دین کی لگن اور تڑپ بھی ان کے دل میں شدت کے ساتھ پیدا ہوئی۔ علامہ اقبال کی مشہور نظم ''جوابِ شکوہ'' کے یہ اشعار بھی یقیناً لڑکپن ہی سے ان کے تحت الشعور کا حصہ بن چکے تھے کہ ؎

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اسی طرح قرآن حکیم کی عظمت اوراس کی انقلاب آفرینی کے حوالے سے علامہ کا یہ پیغام ان کے دل کی آواز بن چکا تھا کہ

چوں بجا در رفت جاں دیگر شود
جاں چو دیگر شد، جہاں دیگر شود

اسی ضمن میں مولانا حالؔی کے اس دل نشین شعر کا بھی وہ اکثر حوالہ دیا کرتے تھے جس میں قرآن حکیم کو نسخۂ کیمیا قرار دیا گیا ہے

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

نتیجہ یہ نکلا کہ کالج کے زمانے سے ہی مطالعہ قرآن کا شوق اور درس قرآن کے ذریعے قرآن کے انقلاب آفریں پیغام کو پھیلانے کی سعی و جہد ان کے معمولات کا حصہ بن چکے تھے۔ اپنے اس جذبہ وفکر کی عملی تعبیر کے حصول کے لیے وہ کچھ عرصہ مختلف دینی تنظیمات کے ساتھ وابستہ بھی رہے جس کی تفصیل ان کی اپنی ایک مفصل تحریر ''عزم تنظیم'' نامی کتابچے کی صورت میں دستیاب ہے۔

بعدازاں 1972ء میں محترم ڈاکٹر صاحب نے قرآن حکیم کے پیغام اوراس کی تعلیمات کی وسیع پیمانے پر نشرواشاعت کی خاطر ''مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور'' کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی، جس کے قیام کا مقصد ان الفاظ میں معین فرمایا:

''مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین، قرآن حکیم کے علم وحکمت کی وسیع پیمانے اوراعلیٰ علمی سطح پر تشہیرواشاعت ہے تاکہ امت کے فہیم عناصر میں تجدیدِ ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اوراس طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبۂ دین حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔''

محترم ڈاکٹر صاحب نے 1972ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے قیام کے موقع پر انجمن کے دستور العمل اور قواعد وضوابط پر مشتمل جو کتابچہ شائع کیا تھا، اس میں وضاحت کے ساتھ یہ بات تحریر فرمائی تھی ''پیش نظر انجمن کی حیثیت معروف معنوں میں ''جماعت'' کی نہیں بلکہ صرف ''ادارے'' کی ہے اور یہ ہمارے پیش نظر کام کا کُل نہیں بلکہ ایک جزو ہے''۔

واضح رہے کہ راقم الحروف اپنی ذہنی ساخت اور مزاج وطبع کی افتاد کے اعتبار سے محض انجمن سازی پر نہ کبھی پہلے مطمئن ہوسکا ہے نہ اب مطمئن ہوسکتا ہے بلکہ بحمد اللہ اس کے پیش نظر اعلائے کلمۃ اللہ اور اظہارِ دین حق کا بلند و بالا نصب العین ہے اور اس کے لیے ایک ہمہ گیر جدوجہد ہی اس کی زندگی کا اصل مقصد ہے چنانچہ مجوزہ انجمن کی قرادادِ تاسیس کے الفاظ سے بھی بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ ''منبعٔ ایمان و یقین یعنی قرآن حکیم کے علم وحکمت کی وسیع پیمانے پر تشہیر واشاعت'' بجائے خود مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود یعنی ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبۂ دین حق کے دورِ ثانی'' کی شرطِ لازم یعنی ''تجدیدِ ایمان کی عمومی تحریک'' برپا کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔''
(ماخوذ از دستور مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور)

چنانچہ محترم ڈاکٹر صاحب نے سطورِ بالا میں اعلائے کلمۃ اللہ اور اظہارِ دین حق کے بلند و بالا نصب العین کے لیے ایک ہمہ گیر جدوجہد کے لیے جس جماعت کا تصور دیا، اور مرکزی انجمن کے نام سے قائم کردہ ادارے کو کُل کا ایک جزو قرار دیا، اس جماعت کی تاسیس بحمد اللہ مارچ 1975ء کو محترم ڈاکٹر صاحب کے ہاتھوں ہوئی۔ اور اس طرح اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر ایک قافلے نے ''تنظیم اسلامی'' کے نام سے اپنے سفر کا آغاز کر دیا ڈاکٹر صاحب پر یہ اللہ کا خصوصی فضل ہوا کہ یہ دونوں ادارے نہ صرف ان کی حیات کے آخری لمحے تک باہمی توافق کے ساتھ اپنے اپنے دائرہ کار میں سرگرم عمل رہے بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی نہ صرف یہ کہ ان کا تسلسل جاری ہے بلکہ رجوع الی القرآن اور اقامتِ دین کی جدوجہد کا کام مجموعی طور پر بحمد اللہ ترقی پزیر ہے۔ انجمن خدام القرآن اسلام آباد کے تحت سہ ماہی جریدے کا اجراء بھی دراصل اسی کا ایک مظہر ہے۔ میں توقع کرتا ہوں، اور دعا گو بھی ہوں کہ اللہ تعالیٰ دین کے ان کاموں میں صحیح راہ کی طرف ہماری رہنمائی فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم بھرپور انداز میں صحیح خطوط پر اس کام کو آگے بڑھا سکیں۔ اللّٰھُمَّ وفقنا لھذا۔

آمین یارب العالمین!

اسرار کا کھوج

ابو اسد

اعلیٰ نصب العین کا وہ میدان آج سے نصف صدی قبل اس دور کی عبقری شخصیت نے احساسِ فرض کے تحت منتخب کیا تھا جو پیشے کے اعتبار سے تو طبیب تھے، اور طبیب بھی اس دور کے جب پیشہ طبابت ایک معزز پیشہ سمجھا جاتا تھا اور طبیب حضرات آج کی طرح اپنی اسناد ہاتھوں میں لئے دربدر نہیں تھے، وہ چاہتے تو زر کی اس منڈی میں اپنا مُول بڑھا کر دنیاوی لحاظ سے ایک اونچی اڑان اُڑ سکتے تھے لیکن ان کا شمار ان لوگوں میں نہیں تھا جو طالبِ دنیا بن کر اپنی ساری توانائیاں چند روزہ عیش وعشرت میں ضائع کر دیتے ہیں بلکہ قرآن کے طالبعلم ہونے کے ناطے ان کے سامنے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں تھی کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے، اور یہ دنیا دارالامتحان ہے جس میں رہ کر ہم نے ہمیشہ والی زندگی کے لئے تیاری کرنی ہے۔ اس لئے "بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں" کے مصداق انھوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا ہی خدمت قرآن جیسے عظیم مشن کو بنا لیا تھا اور یہ کام انھوں نے اپنا پیشہ یا شوق سمجھ کر اختیار نہیں کیا تھا بلکہ امت کی گزشتہ چار سو سال کی تاریخ کے گہرے مطالعے اور زوال وانحطاط کے اس عمیق مشاہدے کے بعد جس کے متعلق مولانا حالی کے بقول

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے۔
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے۔

ان کے نزدیک آج دین کی اس غربت یا مغلوبیت کی اصل وجہ ایمان حقیقی کا ناپید ہونا ہے، جبکہ قرآن میں اللہ کا وعدہ ہے کہ 'اور تم ہی سر بلند ہوگے اگر تم مومن ہوگے (آل عمران) امت کے اس ضعفِ ایمان کی اصل وجہ ان کے نزدیک قرآن سے دوری اور بحیثیت امت ہمارا قرآن سے زندہ تعلق ٹوٹ جانا ہے۔ جب تک امت کا قرآن سے ٹوٹا ہوا تعلق بحال نہیں ہوگا اسوقت تک امت زوال سے عروج کی طرف نہیں بڑھ سکے گی۔ لہذا اس بندہ خدا نے جس کا نام اسکے والدین نے "اسرار احمد" رکھا تھا زوال امت کے اسرار کا کھوج لگاتے ہوئے بفحوائے فرمانِ نبوی ﷺ : فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ (اس میں

تمہارے پہلوں کی خبریں بھی ہیں اورتمہارے بعدپیش آنے والے واقعات کی اطلاعات بھی) قرآن میں اس انداز سے غوطہ زنی کی کہ وہ کتاب عظیم جواس سے پہلے صرف "خواص'' کے حلقے تک محدودتھی ،عوام الناس اور دنیاوی تعلیم یافتہ حضرات کی اس تک رسائی نہ ہونے کے برابر تھی اس کتاب کی روشنی میں نہ صرف حالات حاضرہ کے مسائل کا حل دنیا کے سامنے پیش کیا بلکہ عوام الناس اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے ایک بہت بڑے طبقہ کا اس کے ساتھ تعلق اس انداز سے جوڑا کہ ان کی متاعِ گم گشتہ دوبارہ ان کے ہاتھوں میں آ گئی۔ وہ لوگ جن کی زندگی کا بیشتر حصہ مغربی نظام تعلیم کے زیر سایہ گزرا جب اس خادم قرآن کے ذریعہ قرآن عظیم کے ساتھ تعلق جڑا تو وہ بزبانِ اقبال یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ

نہ جہاں میں کہیں اماں ملی
جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرمِ خانہ خراب کو
تیرے عفوِ بندہ نواز میں

علاوہ ازیں اس بندہ خدا نے خدمت قرآن کے لئے جس ادارے کی بنیاد رکھی اس کا نام انجمن خدام القرآن اسم بامسمی ہو گیا کیونکہ بعدازاں اسی انجمن کے بطن سے ارضِ لاہور میں پہلی قرآن اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا اور جس سفر کا آغاز لاہور سے ہوا تھا کراچی، ملتان، فیصل آباد اور پشاور کے راستے قرآن اکیڈمی کی آخری منزل تادم تحریر اسلام آباد قرار پائی جس کے زیر اہتمام دوسرے بہت سے امور جن میں تاحال سرفہرست دو مقامات (راولپنڈی اور اسلام آباد) پر ایک سالہ قرآن فہمی کورس کی کلاسز ہیں وہیں سے تائید ایزدی کے ساتھ ''قرآن ٹائمز'' نامی اس سہ ماہی علمی وفکری خبرنامے کا اجراء کیا جارہا ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں انجمن خدام القرآن اسلام آباد کی رپورٹس اور خبروں کے علاوہ قرآنی موضوعات پر علمی مضامین شائع کیے جائیں گے۔ اس کی ضخامت شروع میں تو کم ہوگی لیکن آہستہ آہستہ ضرورت کے مطابق اس میں اضافہ بھی کیا جائے گا۔ اس پر نقد وتبصرہ کے لئے آپ کے مکتوب کا انتظار رہے گا۔

☆........................☆........................☆

انجمن خدّام القرآن اسلام آباد

مختصر تاریخ وسہ ماہی رپورٹ

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے امت میں تجدید ایمان کی تحریک برپا کرنے کے لئے دعوت رجوع الی القرآن کے جس مقدس کام کو اپنی زندگی کا مشن بنا کر 1965 میں شہر لاہور میں دروسِ قرآن کے حلقے قائم کئے ان کے نتیجے میں آپ کو کچھ مخلص ساتھی ملے تو ڈاکٹر صاحب نے ان کے تعاون سے 1972ء میں مرکزی انجمن خدّام القرآن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس کے پیش نظر خدمت قرآن کا وہ عظیم مشن تھا جس سے ایک طرف عوامی سطح پر تجدید ایمان کی کوشش کی جائے اور دوسری طرف معاشرے کے فہیم عناصر (سمجھ بوجھ رکھنے والے) کے سامنے علمی سطح پر قرآن کی حقانیت کو واضح کیا جائے تا کہ امت کا قرآن کے ساتھ ٹوٹا ہوا تعلق بحال کیا جا سکے۔

اس مقصد کے تحت

☆1984ء میں لاہور میں قرآن اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا جس میں جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو قرآن کی تعلیم دینے کے لئے دوسالہ رجوع الی القرآن کورس کا آغاز کیا گیا جو تا حال باقاعدگی سے جاری ہے۔

☆اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد کلیۃ القرآن (قرآن کالج) کا قیام عمل میں لایا گیا جو دینی اور دنیوی تعلیم کا ایک حسین امتزاج بن چکا ہے۔

☆ فیصل آباد، ملتان اور پشاور میں دینی تعلیم کے شارٹ کورسز جاری کئے گئے۔

☆ کراچی میں تین مقامات پر باقاعدہ قرآن اکیڈمیز قائم ہیں جن میں 1993ء سے ایک سال اور دوسال کے دورانیے پر محیط قرآن فہمی کورسز انتہائی کامیابی کے ساتھ جاری ہیں

☆ جھنگ میں قرآن اکیڈمی قائم کی گئی جس میں بیسیوں کی تعداد میں 25 روزہ کل وقتی کورسز کا انعقاد کرایا گیا۔ اس کے علاوہ ماہانہ حکمتِ بالغہ کے نام سے ایک ماہنامہ بھی جاری ہے۔

☆لاہور، کراچی اور اسلام آباد کے بعد 2013ء میں فیصل آباد میں بھی ملازمت پیشہ افراد اور طلبہ کے لئے ایک سالہ قرآن فہمی کورس کا آغاز کر دیا گیا۔

☆ ملتان اور پشاور میں بھی قرآن اکیڈمی کا قیام عمل میں آچکا ہے۔

انجمن خدّام القرآن اسلام آباد بھی مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کی ایک ذیلی شاخ ہے۔ جس کا قیام 2001ء میں عمل میں آیا تھا۔ اپنے قیام سے اب تک انجمن خدّام القرآن اسلام آباد نے عوام الناس تک قرآن کا آفاقی پیغام پہنچانے کے لئے جو پروگرام شروع کئے ان کی مختصر تفصیل ذیل میں پیش کی جاری ہے۔

قرآن اکیڈمی کا قیام:

سال 2012ء کی اہم پیش رفت اسلام آباد کے قلب بلیو ایریا میں واقع ہل ویو پلازہ میں واجبی کرایہ پر حاصل کیے گئے ایک بڑے ہال میں قرآن اکیڈمی کا قیام ہے۔ اس اکیڈمی میں شارٹ کورسز اور قرآن فہمی کلاس کے علاوہ لائبریری کے ساتھ ساتھ مکتبہ کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے۔ جہاں سے بانی انجمن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے خطبات اور دروس قرآن پر مشتمل سی ڈیز، ڈی وی ڈیز اور دیگر اسلامی لٹریچر دستیاب ہے۔

1۔ فہم دین کورس:

اب تک 14 مرتبہ 45 روزہ فہم دین کورسز کا انعقاد کیا جاچکا ہے۔ جن سے سینکڑوں کی تعداد میں عوام اور خصوصاً سکولوں و کالجوں کے طلباء استفادہ کر چکے ہیں۔

2۔ تفہیم دین کورس:

اب تک 2 مرتبہ سہ ماہی تفہیم دین کورسز کا انعقاد کیا جاچکا ہے جن سے بہت سے لوگ مستفید ہو چکے ہیں۔

3۔ فہم القرآن کورس:

اب تک 3 مرتبہ 50 روزہ فہم القرآن کورسز کا انعقاد کیا جاچکا ہے جن میں سے 2 راولپنڈی میں اور ایک کا انعقاد اسلام آباد میں عمل میں لایا گیا جن سے 50 حضرات نے استفادہ کیا۔

4۔ قرآن فہمی کورس:

فروری 2011ء سے اب تک تین قرآن فہمی کورسز کامیابی سے مکمل ہو چکے ہیں جن کا دورانیہ

10 ماہ تھا۔دو کا انعقاد جامع مسجد گلزار قائد راولپنڈی میں ہوا جبکہ ایک قرآن اکیڈمی اسلام آباد میں۔ان تینوں کورسز کو مجموعی طور پر 54 مرد اور 5 خواتین کامیابی سے مکمل کر چکے ہیں۔

جبکہ 26 اگست 2013ء سے مذکورہ بالا دونوں مقامات پر اس کورس کی نئی کلاسز کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔ جامع مسجد گلزار قائد راولپنڈی میں 55 مرد اور 15 خواتین نے داخلہ لیا ہے جبکہ قرآن اکیڈمی اسلام آباد میں 54 مرد حضرات نے داخلہ لیا ہے۔دونوں مقامات پر کلاسز بڑے احسن انداز سے چل رہی ہیں۔ان کلاسز کا دورانیہ شام 5:45 تا رات 9:30 ہے اور ہفتہ میں پانچ دن پیر تا جمعہ باقاعدگی سے جاری ہیں۔

5۔فہم قرآن سنڈے کلاس:

ٹی پی آئی (TPI) کے جدید اور آسان طریقے سے بذریعہ ملٹی میڈیا قرآن فہمی کی ایک نئی کوشش کی گئی ہے۔اس طریقہ کار میں صرف 22 گھنٹوں میں قرآن حکیم کے تقریباً 50 فیصد الفاظ سکھائے جاتے ہیں۔اس طریقہ پر مبنی کلاس کا آغاز ماہ اپریل 2013 میں ہفتہ وار بنیادوں پر فہم القرآن سنڈے کلاس کے عنوان سے کیا گیا۔ یہ کورس 11 ہفتوں پر مشتمل تھا اس میں 68 مرد حضرات نے داخلہ لیا جن میں سے 29 طلباء فائنل امتحان میں شریک ہوئے۔اس سلسلے کا دوسرا کورس جامع مسجد الھدیٰ راولپنڈی کینٹ میں 2 نومبر 2013 سے جاری ہے جس میں 45 مرد حضرات باقاعدگی سے شرکت کر رہے ہیں۔جبکہ جنوری 2014ء سے فہم قرآن سنڈے کلاس کا قرآن اکیڈمی بلیو ایریا میں بھی دوبارہ آغاز کیا جا رہا ہے۔

ارکان انجمن:

رواں سہ ماہی کے دوران میں ارکانِ انجمن کی تعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ستمبر 2013ء تک ارکان کی کل تعداد 58 تھی جبکہ اس کے بعد 11 ارکان کے اضافہ کے ساتھ کل تعداد 69 ہوگئی ہے۔



میڈیا اور تین سروں والا اژدھا

ڈاکٹر گوہر مشتاق

حج کے موقع پر ''رمی'' ایک ایسا عمل ہے جس میں حاجی پتھر کے تین ستونوں پر کنکریاں مارتے ہیں۔ یہ تین ستون تین شیاطین کی نمائندگی کرتے ہیں جنہوں نے ابراہیمؑ اور انکے خاندان کو وسوسہ اندازی کی۔ اس کے علاوہ یہ تین شیاطین دراصل اس شیطانی تثلیث کو بھی ظاہر کرتے ہیں جن کا وجود ہر مذہب میں رہا ہے اور جنہیں قرآن میں فرعون، قارون اور بلعم بن باعورا کے تین کرداروں کی صورت میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ ہر طاغوتی نظام میں فساد کی جڑ یہی تین شیاطین ہوتے ہیں۔ یعنی ڈکٹیٹر حکمران، سرمایہ دار اور حکومتی ''مُلّا'' یا ''کرائے کے علماء سوء''۔

آج پوری دنیا کا میڈیا انہیں تین کرداروں کے مفادات کے تحفظ کے لئے کام کرتا ہے۔ ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہم دیکھیں گے کہ دنیا دار بادشاہ اور امراء، ضمیر فروش علماء اور جاہ پسند درویش یہی وہ تینوں عناصرِ فساد ہیں جو اسلام کے درخت کو دیمک کی طرح چاٹتے رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا تھا:

وَ هَــل افسـد الــديــن الا الـــمـلــوك

و احبـــار ســوء و رهبـــانهـــا

"دین کو محض بادشاہوں، برے علماء اور غلط کار درویشوں نے خراب کیا ہے"

آج جبکہ ٹیکنالوجی اور صنعت نے بہت ترقی کر لی ہے اور مادہ پرستی کی وجہ سے لوگوں کا رجحان روحانیت سے ہٹ گیا ہے تو غلط کار درویشوں کی جگہ سرمایہ دار نے لے لی ہے لیکن یہ شیطانی تثلیث اور تین سروں والا اژدہا بدستور زندہ ہے۔ ڈکٹیٹر یا جبار حکمران قوت کے ذریعے عوام کے اذہان پر حکمرانی کرتے ہیں جس طرح فرعون نے کیا۔ سرمایہ دار یا جاگیردار معاشی استحصال کے ذریعے لوگوں کو غلام بناتے ہیں جس طرح قارون نے کیا اور کرائے کے علماء مذہبی تاویلوں اور حکومتی فتوؤں کے ذریعے عوام کی برین واشنگ کرتے ہیں جس طرح بلعم بن باعورا نے بنی اسرائیل کے ساتھ کیا۔ یہ تین سروں والا اژدہا اسلحے کی قوت، سونے کی چمک اور تسبیح کے فریب سے لوگوں کے ذہنوں کو مسخر کر لیتے ہیں۔ ڈکٹیٹر حکمران اور سرمایہ دار حضرات حکومتی علمائے

سوء کو میڈیا پر اسلام کا ترمیم شدہ اور جدید ایڈیشن پیش کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں تا کہ لوگ اسلام کی اصل تعلیمات تک نہ پہنچ سکیں جو انسان کو صرف خدا کی چاکری سکھاتی ہیں۔

مغربی میڈیا بلکہ پوری دنیا کے مروج میڈیا کا اصل مقصد حکومتوں اور سرمایہ دارانہ نظام کا ہر جائز و ناجائز طریقے سے تحفظ ہوتا ہے۔ امریکی مفکر ''نوئم چومسکی (Noam chomski)'' کے مطابق ایسی خبریں جن کا مقصد پروپیگنڈا ہوتا ہے انہیں ایسے فلٹرز سے گزرنا ہوتا ہے جو کہ معاشرے کے امیر اور طاقتور طبقے نے اپنے تحفظ کے لئے قائم کئے ہوتے ہیں (بحوالہ Model Herman and Chomski 1988, A Propagenda) ایسے حالات میں خبروں کی صداقت پر کیسے اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

امریکی صحافی مارک کرسپین ملر (Mark Crispin Miller) امریکہ میں آزاد صحافت کے ترجمان جریدے "The Nation" کے ۳ جون ۱۹۹۶ کے شمارے میں اپنے مضمون بعنوان " Free the media" میں لکھتا ہے کہ امریکہ میں ٹی وی پر خبروں کو چار بڑی کمپنیاں کنٹرول کرتی ہیں جو کہ ABC, CBS, NBS, اور CNN ہیں ان میں دو کمپنیاں اسلحہ بیچنے کا کام بھی کرتی ہیں یعنی NBC جو کہ اسلحہ بنانے والی کمپنی "Genaral Electric" کی ملکیت ہے اور CBS نیوز جو کہ "Westing House" کی ملکیت ہے۔ جہاں تک بقیہ دونوں نیوز کمپنیوں کا تعلق ہے تو CNN کی مالک "Time Warner" ہے (جس کا علامتی نشان ایک آنکھ ہے جو ہمیں دجال کی ایک آنکھ کی یاد دلاتی ہے۔) اور ABC نیوز کی مالک "Disney" ہے اور یہ دونوں کمپنیاں تفریح اور کھیل (Fun and Games) مہیا کرنے کی سب سے بڑی کمپنیاں ہیں۔ صحافی مارک ملر کے مطابق یہاں پر ہمیں خبریں اور تفریح امریکہ کی دو سب سے طاقتور صنعتوں کی طرف سے ملتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خبر رسانی کی ایجنسیاں پل بھر میں رائے عامہ کو بدل کر رکھ دیتی ہیں۔



خدمت قرآن کے میدان

پروفیسر حافظ احمد یارؒ

قرآن کریم پر کلام اللہ اور کتاب اللہ کی حیثیت سے ایمان لانا ایک مسلمان کے لئے اجزائے ایمان کا ایک جزء بھی ہے اور کامل و مکمل ایمان کے مضمرات اور مقتضیات کی تمام تفصیلات کی اساس اور بنیاد بھی ہے۔ قرآن بیک وقت منبعِ ایمان اور سرچشمۂ یقین بھی ہے اور سالکِ راہِ خدا یا مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے راہ ورسمِ منزل سے آگاہی اور سخت مقامات کی نشان دہی پر مشتمل ایک مکمل مجموعہ ہدایت بھی ہے۔

دین اسلام میں قرآن کا یہ مقام ہی اس کے ماننے والوں پر کچھ فرائض اور واجبات عائد کرتا ہے۔ اسی کو آپ ''مسلمانوں پر قرآن کے حقوق'' بھی کہہ سکتے ہیں۔ ان حقوق اور فرائض کو مختصراً اہم پانچ یا چھ بنیادی عنوانات میں تقسیم کر کے ''حقوق پنجگانہ'' یا شش جہات واجبات کی صورت میں بھی بیان کر سکتے ہیں۔ مگر ان حقوق کی ادائیگی اور ان فرائض کی بجاآوری سے خدمت قرآن کے اتنے میدان سامنے آتے ہیں کہ ان تمام میدانوں میں قرآن کے لئے کام کرنا اور اس میں خدمت کا حق ادا کرنا کسی ایک فرد کے لئے ممکن ہی نہیں۔ اسی لئے یہ مجموعی طور پر پوری امت کی ذمہ داری ہے اور تقسیم کار کے طور پر اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق قرآن کریم کی کوئی نہ کوئی خدمت سرانجام دینا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

قرآن سے متعلق فرائض ادا کرنے یا قرآن کے لئے خدمات سرانجام دینے کے کام کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: (۱) حفاظتِ قرآن (۲) نفاذِ قرآن۔ حفاظت قرآن میں اس کے متن کی حفاظت، اس کے معنی کی حفاظت اور اس کی حقانیت کی حفاظت شامل ہیں اور حفاظت قرآن کی غایت احکامِ قرآنی کا عملی نفاذ ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ اگر کسی زمانے میں یا کسی جگہ کے مسلمانوں نے خدمتِ قرآن کے کسی ایک میدان میں کوتاہی اور تساہل سے کام لیا تو اس کی تلافی کے لئے کسی دوسرے زمانے یا کسی دوسرے علاقے میں اللہ تعالیٰ افراد و جماعات کی صورت میں خدام قرآن پیدا کرتا رہا ہے۔ ''منزلِ مراد'' اور ''ادائے واجب میں کوتاہی'' کے ذکر سے مجھے پاکستان اور قرآن میں ایک عجیب مماثلت نظر آئی، مثلاً:

ا۔ دونوں کی خدمت خلوص سے زیادہ چرب زبانی کے ساتھ کی جارہی ہے۔

۲۔دونوں کے واسطے کام کرنے والوں کے مقابلے پر دونوں سے اپنا کام لینے والے زیادہ ہیں۔

۳۔پاکستان کے مقاصد اور قرآن کے مطالب کا خلاصہ ''لا الہ الا اللہ'' ہی تھا اور ہے، لیکن دونوں کے نام لیواؤں میں اللہ اور غیر اللہ کے فرق کو بھی نہ سمجھنے والوں کی کمی نہیں ہے۔

۴۔پاکستان اور قرآن کے مقاصد کے مطابق چلنے کی بجائے دونوں کو اپنے مقاصد کے مطابق ''چلانے'' والے بھی سرگرم عمل ہیں۔

۵۔اس وقت دونوں ہی اندرونی خرکاروں اور بیرونی تخریب کاروں کے نرغے میں ہیں۔اور یوں دونوں کی خدمت میں ایک طرح کا عدم استحکام پیدا ہو گیا ہے۔

قرآن کے لئے کوئی خدمت سرانجام دینے کا سب سے پہلا موقع یا اعزاز جو بعض صحابہؓ کو حاصل ہوا وہ کتابت وحی کا تھا۔عہدِ رسالت میں کتابت آیات کی یہ خدمت ہی عہدِ صدیقی میں جمع قرآن بصورت مصحف ظاہر ہوئی اور اسی مصحف کی نقول سے عثمانی ایڈیشن کے مصاحف تیار کیے گئے۔اس طرح مصاحفِ عثمانیہ کے ذریعے عہدِ نبوی ﷺ کا طریق کتابت بھی محفوظ ہو گیا۔اور اسی لئے آئندہ کے لئے کتابت مصحف کا معیارِ صحت یہی قرار پایا کہ وہ ان مصاحف میں سے کسی ایک کی ہُو بہُو نقل ہو یا اس سے تیار کردہ نقل کی نقل ہو۔اور اس میں مصاحفِ عثمانی میں استعمال شدہ طریق املاء و ہجاء سے سرِ مُو بھی تفاوت نہ ہو۔اس طریقِ املاء کا نام ہی رسمِ عثمانی پڑ گیا۔

مختلف عوامل کے باعث بعض اسلامی خصوصاً ایشیائی ممالک میں رسم عثمانی کے اس التزام سے تساہل برتا جانے لگا۔تاہم اندلس اور افریقی ممالک اس خرابی سے محفوظ رہے۔رسم عثمانی کی غلطیوں پر مبنی نسخوں سے کتابت کے باعث آہستہ آہستہ یہ غلط املاء آنکھوں کو مانوس نظر آنے لگا۔مصاحف خطیہ کے دور تک تو قدرتاً ان اغلاط کی اشاعت کا دائرہ محدود رہا مگر دورِ طباعت میں یہ اغلاط آناً فاناً دگنا چگنا ہونے لگیں تو اہل علم اس صورت حال سے بے چین ہو گئے اور گزشتہ صدی میں اس کوتاہی اور تساہل کے خلاف آواز اٹھنے لگی۔1891ء میں رضوان بن محمد المخلاتی کے زیر اہتمام مصر سے ایک مصحف شائع ہوا جس میں بڑی حد تک رسم عثمانی کا التزام کیا گیا تھا۔اس کے بعد قاہرہ ہی سے حکومت مصر کے زیر اہتمام فواد الاول کے زمانے میں 1923ء میں اہل علم ماہرین فن کے ایک بورڈ کی نگرانی میں بڑے اہتمام سے وہ مشہور نسخہ شائع ہوا جو عموماً

مصحف الملک یا نسخہ امیریہ کے نام سے معروف ہے۔اس کا دوسرا ایڈیشن 1954ء میں شائع ہوا اور اس میں رسم عثمانی کی ان چار غلطیوں کو بھی درست کر دیا گیا جو طبع اول میں رہ گئی تھیں۔اس کے بعد سے شرقِ اوسط کے تمام عرب ممالک میں شائع ہونے والے مصاحف بالعموم اسی مصری مصحف طبع دوم سے نقل کیے جاتے رہے ہیں۔اس مصری نسخے پر مبنی مگر بہت خوبصورت نسخہ دمشق سے الدار الشامیہ نے 1977ء میں شائع کیا اور 1985ء میں حکومت سعودی عرب نے یہی نسخہ مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف کے زیر اہتمام شائع کیا ہے۔

پاکستان میں مولوی ظفر اقبال صاحب مرحوم نے اسی مصری نسخہ پر مبنی تجویدی قرآن کا نسخہ تیار کروایا جسے پیکیجز لمیٹڈ نے 1971ء میں شائع کیا ہے۔پاکستان میں شائع ہونے والا یہ واحد مصحف ہے جس میں رسم عثمانی کا التزام کیا گیا ہے۔

افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ ہمارے ملک میں طباعت اور اشاعتِ قرآن کے نام سے لاکھوں بلکہ کروڑوں کا کاروبار کرنے والے ادارے ابھی تک رسم عثمانی کے مفہوم و معنی سے ناواقف ہیں اور ہماری حکومت جو آئینی اور قانونی طور پر قرآن کریم کی درست کتابت وطباعت کی ذمہ دار ہے وہ ابھی اس طرف کوئی عملی توجہ نہیں دے رہی۔حکومت ناشروں کے نام ایک سرکلر جاری کر دیتی ہے کہ نسخہ ہائے قرآن رسم عثمانی کے مطابق شائع کیے جائیں،لیکن خود حکومت اس معاملے میں کوئی راہنمائی کرنے سے قاصر ہے۔

کتابت کے بعد قرآن کی دوسری اہم بنیادی خدمت اس کا پڑھنا پڑھانا ہے،کتابت وحی کے برعکس قرأت اور تلاوتِ قرآن کی ابتدا خود آنحضرت ﷺ سے ہوئی،کتابت تو آپ ﷺ کسی سے کروا لیتے تھے مگر قرآن کی قرأت آپ خود جبریل علیہ السلام سے سن کر حفظ کر لینے کے بعد خود صحابہؓ کو پڑھاتے تھے، آہستہ آہستہ آپ ﷺ سے پڑھے ہوئے خود آگے پڑھانے پر مامور کیے گئے۔

ابتدائی مکی دور سے ہی حضور ﷺ کی لکھوائی ہوئی سورتوں اور آیات کی نقول بھی صحابہؓ میں پھیلنے لگیں اور قرآن حفظ بھی کیا جانے لگا،قرآن کریم کی قرأت کی تعلیم محض تحریر کی بجائے تلقی اور سماع کے ذریعے جاری رہی۔مدنی دور کے آخری حصے میں قرآن کریم کی تعلیم اور تدریس قرأت علاقائی حکام بالا کی ذمہ داری قرار دی گئی،ہمارے لئے یہاں عہد نبوی ﷺ میں قرآن پڑھنے پڑھانے کے اس نظام کی پوری تفصیلات میں جانا ممکن نہیں البتہ یہاں قرأت قرآن کے سلسلے میں دو باتوں کا بیان کرنا ضروری ہے:

۱۔آپ ﷺ نے اپنے عملی اقدامات کے علاوہ تعلیم وتعلم قرآن ،اس کی قرأت اوراس کے حفظ کے فضائل پر اتنا زور دیا کہ اس سے مسلمانوں کے اندر تعلیم وتعلم قرآن کے لئے ایک جوش وخروش پیدا ہو گیا۔

۲۔قرأتِ قرآن کے سلسلے میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے خود بھی قرآن کریم میں بعض کلمات کو ایک سے زیادہ طریقوں سے پڑھا اور پڑھایا اور عرب کے مختلف قبائل کو ان کے اپنے اپنے لہجے میں قرآن پڑھنے کی جازت دی۔

دور حاضر کی ایجادات کو خدمت قرآن کے لئے استعمال کرتے ہوئے قرآن کے خادموں نے ریکارڈنگ کے ذریعے قراء ات میں اس نطق صحیح کو بھی محفوظ کرلیا ہے جو بسند تواتر عہد نبوی ﷺ سے علم القراءات کے اساتذہ فن کے بذریعہ تلقی وسماع محفوظ چلا آتا تھا۔قرآن کی درست قرأت کی تعلیم کے سلسلے میں خدام قرآن کے نوٹس میں یہ بات لانا ضروری ہے کہ بچوں کو شروع سے ہی درست قرأت کے ساتھ قرآن پڑھانا فرض ہے،کم از کم بقدر نماز درست قرآن یاد کرنا اور اسے درست پڑھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں یہ فرض بھی ٹھیک طور پر سرانجام نہیں دیا جارہا،ضروری ہے کہ بچوں کے لئے مدارس میں نطق صحیح اور قرأت صحیح کی مشق رکھنے والے قراء معقول مشاہروں پر رکھے جائیں اور تلقی وسماع کے مسنون طریقے کا احیاء کیا جائے۔بچوں کو صحتِ تلفظ اور نطق صحیح کے ساتھ قرآن حفظ کرانے کا بندوبست کرنا خدمت قرآن کا نہایت اہم میدان ہے۔بدقسمتی سے بعض مجبوریوں کی وجہ سے اساتذۂ قران تلامذہ پر پوری توجہ نہیں دے سکتے۔اسی طرح حفظ قرآن کی حوصلہ افزائی کے علاوہ اس کی صحیح لائنوں پر تکمیل وقت کی نہایت اہم ضرورت ہے۔

لکھنے اور پڑھنے کے بعد یا کتابت وقرأت کے علاوہ قرآن کی خدمت کا اگلا میدان قرآن سمجھنا اور سمجھانا ہے۔اس میدان میں اگلوں کی خدمات کا اندازہ کرنے کے لئے تراجم وتفاسیر قرآن کے ضخیم ذخائر کے علاوہ معاجم قران (ڈکشنری) اور قرآنی موضوعات پر مستقل تالیفات کی طرف اشارہ کرنا ہی کافی ہے۔

اس وقت ایک قابل غور امر جس کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے، یہ ہے کہ آج کی زندگی میں ماہرین کے پاس بھی ضخیم کتابوں کے مطالعہ کا وقت نہیں ،زندگی کے اس رواں دواں دور میں چھوٹے پمفلٹ یا مضامین وغیرہ کے ذریعے قرآنی تعلیمات کی اشاعت کا کام کیا جائے اور درست قرآنی فہم کو عام کرنے کی کوشش کی

جائے۔قرآن کریم کے سمجھنے سمجھانے کے سلسلے میں خدمت قرآن کا ایک عظیم میدان عربی زبان کی تدریس واشاعت بھی ہے۔قرآن کی برکت سے اوراس کی وجہ سے عہد نبویﷺ کی عربی زبان ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئی ہے۔قرآن کی زبان کی خدمت کے لئے مسلمانوں میں علم صرف ونحو کی ابتدا وارتقاء کے منازل طے ہوئے،اس مقصد کے لئے ہی عربی معاجم کی تالیف،شعر جاہلیت کی تدوین وغیرہ کا سارا کام ہوا۔

مسلمانوں کے لئے عربی کی علمی وادبی اور ملی وسیاسی اہمیت سے انکارنہیں کیا جاسکتا۔قیام پاکستان کے بعدسب سے پہلے غالباً آغاخان کی طرف سے یہ تجویز آئی تھی کہ پاکستان کی سرکاری زبان عربی بنائی جائے۔1951ء میں مشرقی پاکستان سے صوبائی اسمبلی کے 65ارکان نے اپنے دستخطوں کے ساتھ ایک قرار داد مرکزی حکومت کو بھیجی تھی جس میں عربی کو پاکستان کی سرکاری زبان قرار دینے کی سفارش کی گئی تھی۔پھر 1955ء میں کراچی کے متعدد رہنماؤں نے ایک مشترکہ قرارداد کے ذریعے مرحوم حسین شہید سہروردی سے عربی کو پاکستان کی سرکاری زبان بنالینے کی اپیل کی تھی۔اگراس وقت عربی کو ملی اور دینی زبان کی حیثیت سے دوسری پدری اور مادری زبانوں پر ترجیح دی جاتی اور عربی کو سرکاری زبان بنا لینے کے کسی 20،25 سالہ منصوبے کی بنیاد رکھ دی جاتی تو شاید آج پاکستان کی تاریخ مختلف ہوتی۔

بہرحال عربی زبان کی تدریس وتعلیم کے مراحل اور درجات (Levels) اور مقاصد وغایات متعدد ہوسکتے ہیں لیکن قرآن کو براہِ راست سمجھنے کے لئے عربی زبان کی تعلیم کو پڑھے لکھے طبقے میں اتنی حدتک زیادہ سے زیادہ عام کرنا چاہیے کہ ایک پڑھا لکھا مسلمان مختلف تراجم قرآن کے تقابلی حسن وخوبی کو جانچ سکے۔

عربی زبان دوبئ کے لئے بھی سیکھی جاسکتی ہے اور پی ایچ ڈی کے لئے بھی،دونوں مقصد اپنی جگہ مفید ہیں،مگر دوبئ والی عربی سے قران نہیں سمجھا جاسکے گا اور پی ایچ ڈی والی عربی پورے قرآن کا ترجمہ بالاستیعاب پڑھنے کی فرصت ہی نہیں پیدا ہونے دے گی۔

قرآن فہمی کے لئے صرف اورنحو کی حدتک عربی زبان کی مضبوط بنیاد پر تحصیل کے بعد پورے قرآن کے ترجمہ سے اس طرح گزرنا کہ صرف ونحو کی حدتک ہر بات سمجھ لی جائے، یہ ایک نیا تجربہ ہے جو ’’انجمن خدام القرآن‘‘ نے شروع کیا ہے اور قرآن کی خدمت کا ایک نیا میدان ہے۔

موجودہ زمانے کے لحاظ سے قرآن کی خدمت کا ایک نہایت اہم اور ضروری میدان،قرآن کی

حقانیت کی حفاظت یا اس پر دشمنوں کے اعتراضات کا باطل شکن جواب دینا بھی ہے۔

خدمتِ قرآن کے ان میدانوں میں مستحکم بنیادوں پر قرآن کے لئے خدمات سرانجام دینے کے لئے ہر کوشش مسلمان کے لئے ایک بڑی سعادت ہے۔

تشریع قرآنی کے نفاذ سے بظاہر قرآن کے لئے مختلف خدمات سرانجام دینے میں بھی مزید استحکام کی توقع کی جاسکتی ہے۔لیکن چاہے جو میدان ہو یا جو مرحلہ، قرآن کی خدمت کرتے ہوئے یا خدمت کی توفیق پاتے ہوئے اللہ کا شکرادا کرنا چاہیے اور اس سے خلوص نیت حاصل ہونے کی دعا کرنی چاہیے۔یوں تو نیکی کے کسی میدان میں بھی ایسا ہونا ممکن ہے تاہم قرآن کے لئے اور قرآن کے نام سے کوئی کام کرتے ہوئے ضرور کسی نہ کسی مرحلے پر شیطان سے واسطہ پڑنے کے امکانات زیادہ ہیں، چاہے وہ اپنا نفس ہو یا کوئی خارجی قوت۔

اور شاید اسی لئے قران پڑھنے سے پہلے ہی شیطان سے اس متوقع تصادم سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ کی پناہ طلب کرنے کا حکم ہے۔

(بشکریہ، سہ ماہی حکمتِ قرآن)

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃ

یَھُوْنُ علیٰ مِثْلِیْ اِذَا رَامَ جَاجَۃً　　وَ قُوْعُ الْعَوَالِیِ دُوْنَھَا وَ الْقَرَاضِب

ترجمہ: میرے جیسا آدمی جب کسی مقصد کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس مقصد کے لئے نیزوں اور تلواروں کا وار کھانا آسان ہو جاتا ہے۔

یعنی میرے جیسے عزم وارادہ کا انسان جب اپنا کوئی نصب العین مقرر کر لیتا ہے تو چاہے اس پر نیزے چلائے جائیں یا تلواروں کا وار ہو وہ کسی حال میں اپنے نصب العین کو فراموش نہیں کرتا اور مصیبتوں کو خوشی سے برداشت کرتا ہے۔

کثیر حیوٰۃ المرءِ مِثْلُ قَلِیْلِھَا　　یَزُوْلُ وَ بَاقِی عُمُرِہٖ مِثْلُ ذَاھِب

ترجمہ: آدمی کی زیادہ زندگی اسکی کم زندگی طرح ہے، جاتی رہتی ہے اور اسکی بقیہ عمر جانیوالی کی طرح ہے۔

یعنی آدمی کی عمر جو گزر گئی اور عمر کا جتنا حصہ باقی ہے دونوں کی حیثیت ایک ہے کیونک بقیہ عمر اسی طرح چلی جائے گی جیسے پہلے جا چکی ہے بلکہ مسلسل چلی جا رہی ہے پھر ایسی ناپائدار چیز کی محبت نادانی ہے اسلئے انسان کو بہادری کے ساتھ خوددارانہ زندگی گزارنی چاہئے اور بزدلی کی بے غیرت زندگی سے دور رہنا چاہئے۔

اِلَیْکِ فَاِنِّیْ لَسْتُ مِمَّنْ اِذَااتَّقٰی　　عِضَاضَ الْاَ فَاعِیْ نَامَ فَوْقَ الْعَقَارِب

ترجمہ: یہ بات چھوڑو، میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ سانپوں کے کاٹنے کے ڈر سے بچھوؤں پر سو جائے۔

یعنی مشکلات وخطرات سے ڈر کر بزدلوں کی طرح زندگی گزاروں کہ روز طنز وطعنہ سنتا رہوں اور میدانِ شجاعت سے دور رہوں کہ اس میں جان کا خطرہ ہے؟ مجھے ایسی زندگی منظور نہیں کہ سانپ کے کاٹنے کے ڈر سے بچھوؤں پر سو جاؤں کہ وہ ہر دم ڈنک مارتے رہیں۔ سانپ تو ایک بار کاٹ لیتا تو مر جاتے لیکن بچھو کا ڈنک جان تو نہیں لے گا لیکن پوری زندگی درد وکرب اور عذاب بن جائے گی ایک مرتبہ بہادری کی موت روز روز بزدلی کا طعنہ سننے سے بہتر ہے۔

(دیوان المتنبی)

☆..........................☆..........................☆

ایک ساتھ دو امتحان

نعمان واجد عزیز

لفظ "امتحان" جونہی کانوں کی دیواروں سے ٹکرا کر غرفہ سماعت میں گونجتا ہے تو دل کی دہلیز پہ ایک ناگواری کا سا احساس چھانے لگتا ہے۔انسان کی طبیعت میں امتحان ہمیشہ سے غیر پسندیدہ شے مانی گئی ہے۔ ہرانسان یہ چاہتا ہے کہ اسکی زندگی میں دورِامتحان نہ ہی آئے اور اگر آئے بھی تو احساس ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے۔لیکن حقیقت تمنا سے بہت دور ہوا کرتی ہے۔

ہرانسان کو زندگی میں امتحان نہیں بلکہ امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے۔انسان کی اس ناگواری کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ دورِ امتحان میں انسان کو چستی، باہمتی، ہوشیاری،مستعد،محنت،ذمہ داری،لگن،جذبہ اور بیداری جیسے اوصاف سے متصف ہونا پڑتا ہے جبکہ انسان غفلت اور لاپرواہی اور غیر ذمہ دارانہ زندگی گزارنا چاہتا ہےلہذا وہ امتحان سے مانوس نہیں ہونا چاہتا۔لیکن اگر وہ یہ جان لے کہ امتحان کا مقصد کیا ہے اور امتحان کے بعد کیا ہونے والا ہے تو جس قدر وہ امتحان سے نفرت کرتا ہے اسی قدر محبت کرنے لگے۔امتحان اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ امتحان کسی مقصد کے حصول کے لئے انسان کے باطن میں موجود صلاحیت کو ظاہر کرنے اور جانچنے کے لئے ہوتا ہے۔

عام طور پر ہمیں صرف ان امتحانات سے تعارف حاصل ہے جو انسان کو ایک کاغذ کا ٹکڑا دلوانے کے لئے ہوتے ہیں لہذا اصل امتحان سے ہم ناواقف ہیں۔جبکہ امتحان اس لئے ہوتا ہے کہ انسان کو ایک نعمت،منصب،عہدہ،عزت ملنی ہوتی ہے اور تقدیر کا یہ اصول ہے کہ اگر فطرت انسانی پاک ہو تو کوئی نعمت یا منصب بغیر آزمائش کے نہ دیا جائے لہذا زندگی میں جب کبھی کوئی امتحان آجائے تو سمجھ لیجئے کہ قدرت آپکو کوئی نعمت دینا چاہتی ہے جس سے پہلے وہ یہ دیکھنے کے لئے آپکو امتحان سے گزار رہی ہے کہ آپ اس نعمت کے مستحق ہیں یا نہیں؟لہذا اگر آپ اس امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو آپکو وہ نعمت عطا کر دی جائے گی۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو امتحان ایک بہت بڑی نعمت ہے کیوں کہ جسے امتحان سے نہیں گزارا جارہا درحقیقت قدرت اسے کوئی نعمت عطا کرنے کے لئے راضی نہیں ہے۔لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ امتحان اصل میں کیا ہے،کس امتحان کے لئے کتنی کوشش کی جائے اور اگر ایک وقت میں ایک سے زیادہ امتحان

آجائیں تو ترجیح کسے دی جائے۔انسان کو اس دنیا میں بھیجنے کا واحد مقصد امتحان ہی ہے کہ یہ اس امتحان میں کامیاب ہوتا ہے یا ناکام،اصل میں انسان کو ایک نہیں بلکہ بیشمار نعمتیں عطا کی جانی تھی لیکن ان نعمتوں کی عطا سے پہلے انسان کو جانچنا ضروری تھا کہ آیا یہ ان نعمتوں کا مستحق ہے بھی یا نہیں۔بس صرف اس جانچ پڑتال کے لئے ہی انسان کو اس دنیا میں بھیجا گیا اور امتحان کی تیاری کے لئے ہر طرح کا سامان فراہم کر دیا گیا۔اب اگر انسان اس امتحان کی تیاری کر کے کامیاب ہو جاتا ہے تو بے شمار نعمتیں اس کی منتظر ہیں اور اگر وہ ناکام ہو جاتا ہے تو یہ ہمیشہ کی ناکامی ہے جس کے بعد دوبارہ امتحان کی تمنا ہونے کے باوجود امتحان منعقد نہیں کیا جائے گا۔

افسوس کہ ہمیں اس امتحان کے دوران دنیا کی زینت نے کچھ اور امتحانات میں مصروف کر دیا اور ہم اصل امتحان کو بھلا بیٹھے جس میں کامیابی ہمیشہ کی کامیابی ہے اور جس میں ناکامی ہمیشہ کی ناکامی ہے۔ہم دنیا کی عارضی نعمتوں کی خاطر ابدی اور ہمیشگی کی نعمتوں کو بھلا بیٹھے اور اپنی ساری توانائیاں اس دنیا کے لئے صرف کرنے لگے جو کہ اصل امتحان میں ناکامی کا سبب بن سکتا ہے۔لیکن اس کشمکش کے باوجود بھی جب کچھ ان نوجوانوں کو دیکھنے کو موقع ملا جو انجینئر نگ کے امتحانات کے دوران خالص اللہ کی رضا کے لئے سیکنڑوں میلوں کا سفر طے کر اس مقام پر تین دن رہے جہاں انہیں اصل امتحان میں کامیابی کی امید تھی۔بس یہی اصل دانش ہے کہ انسان ان دونوں امتحانات کی حقیقت کو سامنے رکھ کر اپنی توانائیاں صرف کرے۔ایک امتحان وہ اس دنیا کی عارضی نعمتوں کے لئے دیتا ہے اور ایک امتحان وہ آخرت کی بے شمار اور ابدی نعمتوں کے لئے دے رہا ہے۔ بلا شبہ اصل امتحان یہی ہے جو کہ آخرت کی نعمتوں کے لئے ہے۔ بلا شبہ یہ سب سے بڑا امتحان ہے۔ بلا شبہ اس میں کامیابی کے لئے سب سے زیادہ محنت درکار ہوگی۔ بلا شبہ اس سے بہتر اور اہم امتحان کوئی نہیں ہوسکتا۔ بلا شبہ اس سے زیادہ مشکل امتحان کوئی نہیں ہوسکتا۔ بلا شبہ اس امتحان میں کامیابی کے لئے ہمیں بہت سی قربانیاں دینی پڑیں گی۔لیکن اس میں کامیابی ناگزیر ہے۔اور ہم اس امتحان کے لئے سب سے زیادہ محنت کیوں نہ کریں جسکا لینے والا سارے جہانوں کا رب، العلیم، الحلیم ہے۔ جسکا نگران السمیع،البصیر،الحیی،القیوم ہے۔جس کو چیک کرنے والا الرحمٰن ،الرحیم ،الغفور،العفو ہے۔ جسکا رزلٹ دینے والا المقسط،العدل،الواسع،القوی ہے۔جسکا انعام دینے والا المالک،الوارث،الوہاب،الرزاق،الرافع ہے۔

اس سے زیادہ بہتر امتحان کہاں ہوسکتا ہے۔ امتحان میں کامیابی حاصل کرنے پر اس سے زیادہ عطا کرنے والی ذات کوئی اور کہاں ہوسکتی ہے۔ اس ذات کی عطا سے بہتر عطا کسی اور کی کیسے ہوسکتی ہے۔ پھر ہم کیوں نہ اپنی ساری توانائیاں اس امتحان کے لئے صرف کریں۔ ہر لمحہ ہمیں صرف اسی امتحان کی فکر لگی ہو۔ ان عارضی امتحانات کی کامیابی بھی اسی امتحان کی کامیابی میں ہے۔ کیوں کہ تاریخ کے آئینے میں یہ عکس بالکل صاف دکھائی دیتا ہے کہ جنھوں نے اس اصل امتحان میں کامیابی کے لئے اپنی ساری توانائیاں صرف کیں وہ اصل میں کامیاب قرار پائے اسی امتحان میں کامیاب ہونے والوں میں سے ایک امام الناس، معمار کعبہ حضرت ابراھیم علیہ السلام ہیں جن کے بارے میں مالک ارض وسموات نے قرآن میں فرمایا:

واذابتلی إبرھیم ربه بکلمٰتٍ فأتمھن

جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا اور انھوں نے سب کو پورا کردیا

اور اسکا انعام پھر یہ دیا کہ

قال إنی جاعلك للناس إماماً

تو اللہ نے فرمایا کہ میں تمھیں لوگوں کا امام بنادوں گا۔

اور اعزاز کے طور پر فرمایا:

واتخذ الله إبراهيم خليلا

اور ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنایا ہے۔

إن ابراهيم كان امة قانتا لله حنيفا، ولم يك من المشركين

بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام (اپنی شخصیت میں) ایک پوری امت تھے، اللہ کے فرماں بردار، یک سو اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھے۔

سلام علی ابراهيم

سلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر

خلاصہ کلام یہی ہے کہ ہمیں اس اصل امتحان کی فکر کرنی ہوگی۔ اس امتحان میں

کامیابی کے لئے ہمارے سامنے بہت سی مثالیں انبیاء علیھم السلام اور انکے ساتھی ہیں۔جس طرز پر انہوں نے اس امتحان میں کامیابی حاصل کی ہمیں بھی اس راستے کو اختیار کرنا ہے۔وقت کم ہے۔امتحان مشکل ہے۔امتحان بھی اسی کا، مدد اور توفیق بھی اسی کی، کامیابی کے لئے ہدایت بھی اسی کی،اسی کا ساتھ اسی کی رہنمائی،اسی کا سہارا،اسی کو تھام کر ہمیں اس امتحان سے گزرنا ہے۔اللہ ہمیں اس امتحان میں کامیابی عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین



علوم قرآنی کی عمومی نشرو اشاعت کا اہم ترین نتیجہ یہ نکلے گا کہ عام لوگوں کی توجہات قرآن کریم کی طرف مرکوز ہوں گی، ذہنوں پر اسکی عظمت کا نقش قائم ہوگا۔دلوں میں اس کی محبت جا گزیں ہوگی اور اس کی جانب ایک عام التفات پیدا ہوگا۔نتیجۃً بہت سے ذہین اور اعلیٰ صلاحیتیں رکھنے والے نوجوان بھی اس سے متعارف ہونگے اور کوئی وجہ نہیں کہ ان میں سے ایک اچھی بھلی تعداد ایسے نوجوانوں کی نہ نکل آئے جو اسکی قدرو قیمت سے اس درجہ آگاہ ہو جائیں کہ پوری زندگی کو اس کے علم وحکمت کی تحصیل اور نشرو اشاعت کے لئے وقف کر دیں۔ایسے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت اس اکیڈمی کا اصل کام ہوگا، اور اس کے لئے ضروری ہوگا کہ ان کو پختہ بنیادوں پر عربی کی تعلیم دی جائے یہاں تک کہ ان میں زبان کا گہرا فہم اور اسکے ادب کا ستھرا ذوق پیدا ہو جائے پھر انہیں پورا قرآن حکیم سبقاً سبقاً پڑھایا جائے، اور ساتھ ہی حدیث نبوی ﷺ، فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم دی جائے۔پھر ان میں سے جو لوگ فلسفہ والٰہیات کا ذوق رکھنے والے ہونگے۔ان کے لئے ممکن ہوگا کہ وہ قرآن حکیم کی روشنی میں جدید فلسفیانہ رجحانات پر مدلل تنقید کریں۔اور جدید علم الکلام کی بنیاد رکھیں اور جو عمرانیات کے مختلف شعبوں کا ذوق رکھنے والے ہوں گے ان کے لئے ممکن ہوگا کہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں کے لئے اسلام کی رہنمائی و ہدایت کا اعلیٰ علمی سطح پر پیش کر سکیں۔

(اسلام کی نشأۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام، ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

روئیداد سالانہ اجلاس برائے عمومی اراکین انجمن خدام القران اسلام آباد

مورخہ 30 نومبر 2013ء، انجمن خدام القرآن اسلام آباد کا سالانہ عمومی اجلاس ہوا جس میں تمام اراکین کو دعوت نامے ارسال کیے گئے۔ اور اس اجلاس کی صدارت نگرانِ انجمن جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے فرمائی۔

اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ تلاوت عادل یامین صاحب نے کی، سٹیج سیکریٹری کی ذمہ داری عبدالرؤف صاحب نے ادا کی۔

انجمن کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ راقم نے پیش کی جس میں پچھلے ایک سال میں انجمن کے تحت ہونے والی سرگرمیوں کا جائزہ پیش کیا گیا، راقم نے بتایا کہ انجمن خدام القرآن اسلام آباد جو مرکزی انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) لاہور کی ذیلی شاخ ہے، اس کا قیام 1980 سے قبل ہوا۔ اب تک مختلف حضرات نے اس کی صدارت فرمائی، موجودہ صدر انجمن ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب ہیں، اس انجمن کو یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ صدر موسس انجمن خدام القران محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ماہانہ دروس قرآن کا آغاز 1980ء سے کمیونٹی سینٹر ہال آبپارہ اسلام آباد میں ہوا جو 1995 تک جاری رہا، سال 2011ء سے ایک سالہ کورس کا آغاز گلزار قائد مسجد راولپنڈی میں ہوا اور تکمیل کو پہنچا، جب کہ مختلف قسم کے شارٹ کورسز وقتاً فوقتاً چلتے رہے، مزید برآں سال 2012ء میں ایک سالہ کورس بیک وقت راولپنڈی اور اسلام آباد میں شروع ہوا اور الحمدللہ بحسن وخوبی مکمل ہوا، اسلام آباد میں یہ کورس بلیو ایریا کے عین وسط میں ''ہل ویو'' پلازہ میں منعقد ہوا۔ جبکہ امسال یہ کورس انہی دونوں مقامات پر چل رہا ہے، علاوہ ازیں TPI (Total Physical Interaction) سنڈے کورس اسلام آباد میں اپریل 2013ء میں شروع کیا گیا جبکہ تکمیل رمضان کی آمد پر ہوئی۔ اسلام آباد میں پہلا ایک سالہ کورس مکمل کرنے والے طلباء کی خواہش پر ترجمہ قرآن کی کلاس ماہ اکتوبر سے شروع کی گئی۔ قرآن اکیڈمی اسلام آباد میں 2012ء سے ایک مکتبہ بھی قائم ہے، جس میں بانی محترم کی کتب اور آڈیو، ویڈیو سی ڈیز دستیاب ہیں۔ انجمن کی سلانہ کارکردگی رپورٹ کے بعد ناظم مالیات شاہد شفیق صاحب نے سالانہ

مالیاتی رپورٹ پیش کی، جس میں سالانہ آمدن اخراجات اور دوسرے معاملات پر گفتگو ہوئی۔

آخر میں صدر مجلس نگران انجمن جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے اختتامی کلمات ادا کیے۔ آپ نے مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی تاریخ پر روشنی ڈالی کہ کس طرح اور کن حالات میں بانی محترم نے انجمن کا آغاز کیا، انجمن کا مقصد علوم قرآنی کی ترویج اور اس کے ذریعے قومی سطح پر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایک زبردست تحریک تھا، انہوں نے اب تک کے انجمن کے سنگ ہائے میل بھی بیان کیے، انہوں نے انجمن خدام القرآن اسلام آباد کی سالانہ کارکردگی کو سراہا، اور اس کے بہترین مستقبل کے لئے دعاؤں اور نیک تمناؤں کا اظہار فرمایا۔

نگران انجمن کے خطاب کے بعد دو سال کے لئے مجلس منتظمہ کا انتخاب کیا گیا۔ بعد ازاں یہ تقریب نگران انجمن کی دعا پر اختتام کو پہنچی

ریاض حسین (معتمد انجمن خدام القرآن اسلام آباد)

فلسفہ خودی

فلسفہ خودی کی رو سے انسان کے اعمال کی قوتِ محرکہ سچے خدا کی محبت ہے اور یہی وہ قوت ہے جو افراد کو متحد کر کے ایک قوم کی شکل دیتی ہے۔ جب کوئی قوم سچے خدا سے محبت نہ کرسکے تو وہ اس کی بجائے کسی اور تصور کو جس کی طرف وہ حسن وکمال کے اوصاف منسوب کرسکتی ہو، اپنا نصب العین بنا لیتی ہے۔ اور پھر اسی سے محبت کرتی ہے اور اپنے سارے اعمال کو اس کی محبت کے تابع کر دیتی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب وہ محسوس کرتی ہے کہ اس میں حسن وکمال کے اوصاف درحقیقت موجود نہیں وہ مجبور ہوتی ہے کہ اس کی محبت سے رجوع کرے یہاں تک کہ اسے بالکل ترک کردے اور جب یہ نوبت آتی ہے تو قوم صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہے۔ (ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم، حکمت اقبال)

تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں (صحیح بخاری)





قرآن فہمی

سنڈے کورس
Sunday Course

☆ کئی ملکوں میں پڑھایا جانے والا عالمی شہرت یافتہ کورس

☆ قرآن مجید کو سمجھنے کا انتہائی آسان اور تیز ترین طریقہ

☆ Total Physical Interaction(TPI) کے جدید طریقے اور ملٹی میڈیا کا استعمال

صرف 22 گھنٹے میں قرآن مجید کے قریباً 50 فیصد الفاظ سیکھیں۔

دلچسپ طریقہ تعلیم
انعامات اور اسناد

☆ خصوصی فہم قرآن لیکچرز (Lessons of Quran)

☆ صرف 11 کلاسز ہر اتوار صبح 9:30 تا 1:00

☆ قرآن حکیم سے تعلق پیدا کرنے کا سنہری موقع

کلاس کا آغاز ان شاء اللہ: 12 جنوری 2014

رجسٹریشن کے لئے ابھی رابطہ کریں:

0322-5357269 - 051-2605725

یا اپنا نام، ولدیت، پتہ اور رابطہ نمبر 0334-8444880 پر SMS کریں۔

مقام **قرآن اکیڈمی** تھرڈ فلور، ہل ویو پلازہ (فریسکو سویٹ والا) بالمقابل NIC بلڈنگ، جناح ایونیو، بلیو ایریا اسلام آباد

انجمن خُدّامُ القُرآن

کے قیام کا مقصد

منبع ایمان ....اور............ سرچشمہ یقین

قرآن حکیم

کے علم و حکمت کی

وسیع پیمانے............اور............اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر و اشاعت ہے

تاکہ امّت مُسلمہ کے فہیم عناصِر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے

اور اس طرح

اسلام کی نشاۃ ثانیہ......اور......غلبہ دین حق کے دور ثانی

کی راہ ہموار ہو سکے۔

وَمَا النَّصرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ

مقام اشاعت

قرآن اکیڈمی، تھرڈ فلور، ہل ویو پلازہ، بالمقابل NIC بلڈنگ، جناح ایونیو، بلیو ایریا اسلام آباد

فون: 051-2605725 email:qaislmabad@gmail.com